جانوروں کے حقوق اور تعلیماتِ نبوی ﷺ

محمد سرور *

محمد سلطان شاہ **

موجودہ دور میں مغربی اور استعماری طاقتیں حقوق کے نام پر اسلام کے خلاف بڑا زہریلا پراپیگنڈہ کر رہی ہیں۔ شدت پسندی اور انتہا پسندی کو اسلام کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے۔ الہامی مذاہب میں یہ اعجاز اور امتیاز صرف اور صرف اسلام اور پیغمبر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ ان کے وسیلہ جلیلہ سے اس کائنات کی جملہ موجودات کو اپنے حقوق سے نہ صرف آگاہی حاصل ہوئی بلکہ بغیر کسی مطالبہ کے ان کے حقوق کا حصول ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یقینی بنا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا اور اپنی بقیہ مخلوق کو ان دونوں کی خدمت کے لئے تخلیق فرمایا ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ جانور انسانوں کیلئے ایک نعمت الٰہی ہیں:

> وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ. وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ. وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةًط وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ. (۱)
>
> اور اُسی نے تمہارے لیے چوپائے پیدا فرمائے، ان میں تمہارے لیے گرم لباس ہے اور (دوسرے) فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے (بھی) ہو، اور ان میں تمہارے لیے رونق (اور دلکشی بھی) ہے جب تم شام کو چراگاہ سے (واپس) لاتے ہو اور جب تم صبح کو (چرانے کے لیے) لے جاتے ہو اور یہ (جانور) تمہارے بوجھ (بھی) ان شہروں تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر جانکاہ مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے، بے شک تمہارا رب نہایت شفقت والا نہایت مہربان ہے، اور (اُسی نے) گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو (پیدا کیا) تاکہ تم ان پر سواری کر سکو اور وہ (تمہارے لیے) باعثِ زینت بھی ہوں، اور وہ (مزید ایسی بازینت سواریوں کو بھی) پیدا فرمائے

---

* پی ایچ ڈی سکالر، منہاج القرآن یونیورسٹی ماڈل ٹاؤن، لاہور، پاکستان۔

** چیئرمین شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

گا جنہیں تم (آج) نہیں جانتے۔

اسلام کا امتیاز اور اعجاز یہ بھی ہے کہ اس نے تو غیر جاندار (جمادات) تک کے حقوق کا تعین کر دیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کی حق تلفی کو کفرانِ نعمت قرار دیتے ہوئے وعیدِ عذاب بھی سنا دی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اسلام کے اس امتیازی پہلو کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

''(اسلام) پرندوں کو خواہ مخواہ قید کرنا بھی مکروہ قرار دیتا ہے۔ جانور تو جانور اسلام اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ درختوں کو بے فائدہ نقصان پہنچایا جائے۔ تم ان کے پھل پھول توڑ سکتے ہو، مگر انہیں خواہ مخواہ برباد کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ نباتات تو پھر جان رکھتے ہیں، اسلام کسی بے جان چیز کو بھی فضول ضائع کرنا جائز نہیں رکھتا، حتیٰ کہ پانی کو بھی خواہ مخواہ ضائع کرنے سے منع کرتا ہے۔''(۲)

جانوروں کے حقوق کے حوالے سے مختلف تہذیبوں، معاشروں اور مختلف علاقوں کے رہنے والے انسانوں کے رویے مختلف رہے ہیں۔ جانوروں کے حقوق کی تاریخ کا بغور مطالعہ بتاتا ہے کہ جانوروں کے حقوق کی تحریک اپنے ارتقائی مراحل (Evolutionary Processes) سے گذرتی رہی ہے۔ اس کا ارتقائی سفر تا حال جاری ہے اور دن بدن جانوروں کے حقوق کی تاریخ زور پکڑ رہی ہے اور اس کے ارتقاء میں یہ اضافہ اور اس کی ضرورت و اہمیت گذشتہ چند صدیوں میں مزید بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔

رچرڈ ڈی رائڈر (Richard D. Ryder) کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں جانوروں کے حقوق کی پہلی قانون سازی ۱۶۳۵ء میں کی گئی:

"The first known animal protection legislation in Europe was passed in Ireland in 1635. It prohibited pulling wool off sheep, and the attaching of ploughs to horses, tails, referring to the cruelty used to beasts."(3)

جبکہ ایک مسلم محقق اور دانشور ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی کے نزدیک پہلی قانون سازی جو کہ یورپ میں کی گئی وہ ۱۶۴۱ء میں ہوئی۔ وہ اس کی تفصیل بتاتے ہوئے یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

''گزشتہ چند صدیوں میں حیوانات کے حقوق اور ان کے تحفظ کے سلسلے میں مغربی ممالک میں بیداری آئی ہے اور مختلف قوانین منظور کئے گئے ہیں اور سوسائٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا قانون ۱۶۴۱ء میں Massachusctts Bay Colony (U.S) کے لیگل کوڈ

میں شامل ہوا۔ ۱۸۰۹ء میں اسکاٹ لینڈ کے ایوان بالا کے ممبر Erskine نے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جس میں گھوڑے، خنزیر، گائے بیل، بھیڑ بکری جیسے جانوروں کو ظلم اور اذیت رسانی سے تحفظ فراہم کرنے کی بات کہی گئی تھی۔ ایوانِ بالا کے ممبران نے تمسخر کے ساتھ اس بل کو منظوری دے دی مگر ایوانِ زیریں House of commons میں اسے رد کر دیا گیا۔ ۱۸۲۲ء میں Richard Martin گھریلو اور پالتو جانوروں کے بارے میں ایک قانون پاس کروانے میں کامیاب ہو گیا جس کا نام اس کی نسبت سے Martin Act رکھا گیا۔ اس کے دو سال بعد ۱۸۲۴ء میں انگلینڈ میں تحفظ حیوانات کے سلسلے میں دنیا کی سب سے پہلی سوسائٹی Animal welfare Society کے نام سے قائم ہوئی (۱۸۴۰ء میں ملکہ وکٹوریہ کی ہدایت پر اس سوسائٹی کے نام کے شروع میں Royal کا اضافہ کر دیا گیا۔"(۴)

رچرڈ سی فولٹز ایک انگریز محقق ہیں جو جانوروں کے حقوق کی تحریک کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

"The international animal rights movement, which has its roots in early nineteenth-century England but really only begain to flourish after the publication of moral philosopher peter singer's book Animal Liberation in 1975, has demonstrated the arbitrariness- and ultimately, the indefensibility- of ethical systems that draw a boundary at the species barrier.."(5)

جانوروں کے حقوق کی بین الاقوامی تحریک کے سوتے (جڑیں) اگرچہ ہمیں انیسویں صدی کے انگلستان کے بالکل شروع کے زمانہ میں ملتے ہیں تاہم اس تحریک نے حقیقی معنوں میں اخلاقی فلاسفر پیٹر سنگر کی کتاب (Animal Liberation in 1975) کی اشاعت کے بعد ہی پنپنا شروع کیا۔ یہی وہ کتاب ہے جس نے اپنے مدعا و مقصد کو زوردار طریقہ سے منوایا اور آخر کار اخلاقی نظاموں کے حیلوں بہانوں کو پچھاڑتے ہوئے انواع (Species) کے مابین کھچی ہوئی دیواروں اور خلیجوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔

Richard C. Foltz مذاہب کی کارگذاری اور پھر اس سے پیدا ہونے والے نتائج سے مطمئن نظر نہیں آتے ان کے نزدیک مذاہب اور کلچر فلسفہ کے مہیا کردہ دلائل کو منطقی بنیادوں پر پیش کرنے میں بڑے سست واقع ہوئے ہیں جس کی وجہ سے خاص خاص حالات ایسے ہیں جن میں غیر انسانی جانوروں کے ساتھ ہمارے سلوک میں حقیقی تبدیلی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ان کی رائے میں ایسا بہت کم واقع ہوا ہے جیسا کہ اخلاقیات، حقیقی انصاف اور پیار

محبت کا تقاضا کرتی ہیں۔Foltz پیٹر سنگر Peter Singer کے Racism ذات پرستی اور Sexism ہم جنسی پرستی پر مبنی نقطہ نظر کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"In general it would seem that "speciesism"- which Singer likens to racism and sexism, and defines as "a prejudice or attitude of bias toward the interests of members of one's own species and against those of members of other species"- remains the dominant paradigm in human societies all over the world."(6)

عام طور پر یہی دکھائی دیتا ہے کہ نوع پسندی جسے سنگر ذات پرستی اور ہم جنس پرستی کا نام دیتا ہے اور اسے یوں بیان کرتا ہے "کسی متعصب کا اپنی نوع کے اراکین کے مفادات کے لیے ایک متعصّبانہ رویہ جو کسی دوسری نوع کے اراکین کے خلاف رکھا جائے" چنانچہ یہی وہ فلسفے (خیال) ہے جو کی پوری دنیا کے انسانی معاشروں میں ایک غالب ثنائی کھونے کے طور پر پایا جاتا ہے۔

یہودیت اور عیسائیت میں جانوروں کے حقوق کے بارے میں جو تصورات پائے جاتے ہیں ان کے پس منظر میں یہودیت اور عیسائیت کا انسان کے مقام و مرتبہ سے متعلق نظریہ ہے۔ اسلام کے برعکس یہودیت اور عیسائیت میں انسان کے دوسری مخلوقات کے اوپر غلبہ کا تصور مختلف ہے جو کہ اسلام کے تصورِ خلافت سے بھی یکسر مختلف نظر آتا ہے۔اور یہی وہ تصورِ انسان ہے جس کی وجہ سے دنیا کے کئی ایک علاقوں میں جانوروں کی بہبود متاثر ہو رہی ہے۔اسی پہلو کی طرف ہنگری یونیورسٹی کے ایک سکالر یوں اشارہ کرتے ہیں:

"A major factor affecting animal welfare issues in many parts of the world is the Judeo-Christian concept of human dominion over animals. Differing attitudes and beliefs regarding the relationship of mankind to other creatures has been a topic of interest for civilization. the ancient sociaties of Greece and Rome also played an important role in the formation of attitutes towards animals."(7)

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جانوروں کے حقوق کے بارے میں ہونے والی تحقیقات افراط وتفریط کا شکار نظر آتی ہیں۔ جانوروں کے حقوق کے حوالہ سے بنیادی طور پر تین قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں:

۱۔حقوق حیوانات   Animal Rights

۲۔ بہبود حیوانات   Animal Welfare

۳۔استعمال حیوانات   Animal Use

اس افراط وتفریط کی صورتحال میں انسان جانوروں کے حقیقی حقوق کے بارے میں صحیح معلومات نہ رکھنے کی بنا پر ان کے ساتھ ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو جاتا ہے اگر جانوروں کے صحیح حقوق کی وضاحت کر دی جائے تو ممکن ہے کہ جانوروں کے ساتھ ہونے والے ظلم سے انہیں بچایا جا سکے۔

اسلامی تعلیمات جو کہ جانوروں کے بارے میں ہیں پر مسلسل غور و خوض کے بعد جانوروں کے حقوق (بنیادی) کی ایک فہرست بنائی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

جانوروں کے بنیادی حقوق:

۱۔ حق زندگی
۲۔ حق اکل وشرب
۳۔ حق سکونت (رہائش بنانے کا حق)
۴۔ حق افزائش نسل
۵۔ صحیح محل میں استعمال کیے جانے کا حق
۶۔ ذبح کیے جانے کا حق
۷۔ حق علاج معالجہ

مذکورہ بالا کے علاوہ دیگر حقوق درج ذیل ہیں:

۱۔ استطاعت کے مطابق کام لینا۔
۲۔ جانوروں کو منحوس نہ سمجھا جائے۔
۳۔ جانوروں پر سب وشتم اور لعن، طعن نہ کیا جائے۔
۴۔ جانوروں کی خوراک کو ضائع نہ کیا جائے۔
۵۔ جانوروں کا مثلہ نہ کیا جائے۔
۶۔ زندہ جانوروں کا عضوء علیحدہ نہ کیا جائے۔
۷۔ جانوروں کی ضرورت کی چیز تلف نہ کی جائے۔
۸۔ جانوروں کو بے جا نہ مارا جائے۔
۹۔ جانوروں کے گلے میں تانت نہ باندھی جائے۔
۱۰۔ جانوروں کے چہرے پر نہ مارا جائے۔
۱۱۔ جانوروں کو غیر محل میں استعمال نہ کیا جائے۔
۱۲۔ جانوروں کے بچوں کو والدین سے جدا نہ کیا جائے۔
۱۳۔ پرندوں اور جانوروں کو ان کی جگہ سے نہ بھگایا جائے۔

۱۴۔ جانوروں کو بلا مقصد قید نہ کیا جائے۔

۱۵۔ جانوروں کو آپس میں لڑایا نہ جائے۔

۱۶۔ جانوروں کو ناپاک اور حرام چیز نہ کھلائی جائے۔

۱۷۔ جانوروں کو بلا ضرورت و مصلحت قتل نہ کیا جائے۔

۱۸۔ جانوروں کو آگ میں نہ جلایا جائے۔

ذیل میں جانوروں کے بنیادی حقوق کو تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے۔

۱۔حق زندگی:

(إن رسول اللّٰہ قال: ما من انسان یقتل عصفورا فما فوقھا بغیر حقھا الا سأله اللّٰہ عزوجل۔)(۸)

ترجمہ: رسول اللہ نے فرمایا کہ جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بھی چھوٹے جانور کو بغیر اس کے حق کے قتل کرے گا، تو اللہ عزوجل اس سے اس کے بارے میں باز پرس فرمائیں گے۔

۲۔حق اکل وشرب:

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، قَالَ: فَقَالَ: وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَيْتِهَا حِينَ حَبَسْتِهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔(۹)

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا اُس نے اُس بلی کو (کسی جگہ) بند کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی۔ وہ عورت اُس کی وجہ سے دوزخ میں داخل کی گئی۔ آپ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا:) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جب تو نے اُسے باندھا تو تو نے نہ اُسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اُسے کھلا چھوڑا کہ وہ (خود) زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیا کرتی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا:

(قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ)(۱۰)

انسان کے گناہ کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس کی خوراک اس کے ذمہ ہو، اس کی خوراک کو روک دے۔

۳۔حق سکنہ:

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اقروا الطير على مكانيتها (مكناتِهَا).(۱۱)

پرندوں کو اپنے گھونسلوں (آشیانوں) میں ٹھہرا رہنے دو۔

۴۔حق افزائش نسل:

(عن ابن عمر: انه كان يكره اخصاء البهائم و يقول لا نقطعوا نامية خلق الله عزوجل۔)(۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر جانوروں کے خصی کرنے کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ عزوجل کی مخلوق کے افزائش نسل ونشوونما کی قوت کو ختم نہ کرو۔

۵۔صحیح محل میں استعمال کیے جانے کا حق:

(صلى رسول الله صلاة الصبح ثم اقبل على الناس فقال بينا رجل يسوق بقرة إذ ركبها فضربها فقال انا لم نخلق لهذا انما خلقنا للحرث۔ الخ)(۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ایک آدمی بیل کو ہانک کر لے جا رہا تھا کہ اس پر سوار ہو گیا اور اس کو (چلنے کے لئے) مارنے لگا، تو اس بیل نے کہا کہ ہم اس (یعنی سوار ہونے) کے لئے پیدا نہیں کیے گئے، ہم تو صرف (زمین کی) کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

۶۔ذبح کیے جانے کا حق:

حضور نبی اکرم نے ارشاد فرمایا:

(وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ۔)(۱٤)

اور جب تم ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

(ان رسول الله قال ما من قيل يا رسول الله وما حقها قال يذبحها فياكلها ولا يقطع رأسها فيرمى بها۔)(۱۵)

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول اس کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو ذبح کر لے اور

کھالے (جبکہ وہ حلال ہو) اوراس کے سر کو نہ کاٹے تاکہ اس پر نشانہ بازی کرے۔

۷۔جانوروں کا حق اکل وشرب:

جانوروں کو کھلانا پلانا ایک بنیادی حق کی ادائیگی ہے۔خاص طور پر جانوروں کے حقِ شرب کو فقہ اسلامی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔اسی ایک مسئلہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام نے جانوروں اور پھر ان کے حقوق کو کتنی اہمیت دی ہے اگرچہ بعض اوقات مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کے اس حکمِ شرعی کو تضحیک کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔

درج ذیل حدیث مبارکہ جانوروں کے لیے اس حق کے لیے جواز فراہم کر رہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ a قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ۔ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔(۱۶)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ایک شخص جا رہا تھا کہ اُسے راستے میں شدید پیاس لگی، اُس نے ایک کنواں دیکھا تو وہ اُس کنویں میں اُتر گیا اور پانی پیا، جب وہ کنویں سے نکلا تو اُس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے اور کیچڑ چاٹ رہا ہے، اُس شخص نے سوچا اِس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہو رہی ہے جو (کچھ دیر قبل) میری ہو رہی تھی، پس وہ کنویں میں اُترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اُس موزے کو منہ سے پکڑ کر اُوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُس کی مغفرت فرما دی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اِن جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر تر جگر والے (یعنی ہر زندہ جانور) میں اَجر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی بھی ذی روح مخلوق سے نیکی کرنے پر اجر ملتا ہے)۔

۸۔جانوروں کا مثلہ کرنا حرام ہے:

حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کا مثلہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے بلکہ مثلہ کرنے کی مذمت کرتے ہوئے اس پر لعنت بھیجی ہے۔ جانوروں کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا

جائے۔ نہ تو اس کے اعضاء بغیر ذبح کیے کاٹے جا سکتے ہیں اور نہ ہی اسے باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی جا سکتی ہے یعنی کسی زندہ جانور کو شکار کا آلہ وذریعہ بنانا بھی اس ممانعت وگناہ میں شامل ہے جیسا کہ شیر کا شکار کرنے والے زندہ بکرے کو شیر کے کھانے کے لیے باندھے کر رکھتے ہیں یا اسی طرح مچھلی کا شکار کنے والے کانٹے میں زندہ کینچوؤں یا زندہ مچھلیوں یا زندہ مینڈکوں یا چوہوں وغیرہ کو لگاتے ہیں یہ سب کام گناہ ہیں۔ زندہ جانور کو کسی بھی طرح تکلیف پہنچانا سخت گناہ ہے۔ اسی طرح فقہاء نے غلیل اور بندوق کے ذریعے چھوٹے چھوٹے پرندوں کا شوقیہ شکار جو کہ بلا ضرورت ہوتا ہے ناجائز قرار دیا ہے۔ تاہم کسی جانور کی بیماری کے علاج معالجہ کے لیے بطور آپریشن جانور کا چیر پھاڑ (آپریشن) کیا جائے تو یہ چیز مثلہ میں نہیں آئیگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی جانور کے اعضاء کو تلف کرنا اور اس کے کسی عضو کو کاٹ کر اور ناکارہ بنا کر جانور کو ناقص اور داغ دار بنا دینا شریعت کی نظر میں سخت گناہ اور ملعون عمل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَعَنَ النَّبِيُّ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ۔(۱۷)

حضرت عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم نے اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو جانوروں کا مثلہ کرے (یعنی اُن کے ناک کان وغیرہ کاٹے۔)

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى أُنَاسٍ وَهُمْ يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ: لَا تَمْثُلُوْا بِالْبَهَائِمِ۔(۱۸)

رسول اللہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایک مینڈھے کو (باندھ کر) تیروں سے مار رہے تھے۔ آپ نے اِسے ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: جانوروں کا مثلہ نہ کیا کرو۔

۹۔ زندہ جانور کا کوئی حصہ (عضو) نہ کاٹا جائے:

اسلام نے جانوروں کے حقوق کے حوالہ سے اس بات کو بھی لازم ٹھہرایا ہے کہ کسی بھی زندہ جانور کے کسی عضو (حصہ) کو نہ کاٹا جائے۔ کسی جانور کو جائز اور احسن طریقے سے ذبح کو کیا جا سکتا ہے مگر ذبح کیے بغیر اس کا کوئی حصہ نہیں کاٹا جا سکتا۔ درحقیقت ایسا کرنے سے جانور کو جو تکلیف اور ایذا پہنچتی ہے شریعت نے اس کی روح کو پیش نظر رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایسے کاٹے گئے حصے کو شریعت نے مردار (حرام) قرار دے دیا ہے۔

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ، وَيَقْطَعُوْنَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ۔(۱۹)

حضرت ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم مدینہ منورہ تشریف لائے (تو دیکھا

کہ) وہاں کے لوگ زندہ اُونٹوں کی کوہان اور زندہ دُنبوں کی چکیاں کاٹتے ہیں، آپ نے فرمایا:
زندہ جانور سے جوحصہ کاٹا جائے وہ مردار ہے۔

۱۰۔ جانوروں سے ان کی استطاعت سے زیادہ کام نہ لینا:

اللہ رب العزت نے کائنات کی ہر چیز کو ایک مقصد اور دائرہ کار کے تحت پیدا فرمایا ہے۔ ہر جاندار کے مقاصد کی بھی حد بند کر دی گئی ہے۔اور اس کو ایک خاص دائرہ کار کے اندر رہ کر کام اور خدمات سرانجام دینے کا پابند ٹھہرایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ نتیجہ کے طور پر ہر جاندار ایک خاص حد تک ہی کام کر سکتا ہے جب اس سے اس کی استطاعت سے بڑھ کر کام لینے کی کوشش کی جائے گی تو وہ اس جانور پر ظلم کرنے کے مترادف ہوگا چنانچہ نبوی تعلیمات سے یہی حکم ملتا ہے کہ جانوروں کے حوالہ سے ہمیں وہی توقعات رکھنی چاہیں جن کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور کسی صورت ان سے ان کی استطاعت سے بڑھ کر کام لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ درج ذیل سنت نبوی سے واضح ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔(۲۰)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم نے فرمایا: کسی جاندار کو (تیراندازی کے لیے) ہدف مت بناؤ۔

۱۱۔ جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت:

جانوروں کو آپس میں لڑانا خواہ یہ بطور مقابلہ ہو یا اس میں جوئے کی شرط لگائی گئی ہو۔ بہر طور ناجائز اور منع ہے خاص طور پر جب جانوروں کی لڑائیوں میں جوا بھی کھیلا جا رہا ہو تو یہ سراسر حرام ہے اور گناہ کا کام ہے۔ جانوروں کو آپس میں لڑانے سے جانور چونکہ زخمی بھی ہو جاتے ہیں چنانچہ اس طرح سے وہیں نقصان پہنچانا کسی صورت قابلِ ستائش نہیں ہے۔ جانوروں کی لڑائیاں دو طرح سے کرائی جاتی ہیں:

۱۔ ایک ہی طرح کے جانوروں کے مابین جیسے شیر، ہاتھی اور بلیوں کی آپس میں لڑائیاں۔

۲۔ مختلف اجناس کے جانوروں کی لڑائیاں جیسے شیروں کی لڑائی ریچھوں سے اور کتوں کی لڑائی بندروں سے۔

بہر حال ہر طرح کی لڑائیاں منع ہیں اور اگر ان میں پیسہ خرچ کرنا، انتظامات کرنا، دیکھنا اور دکھانا سب گناہ کے کام ہیں۔ مقابلہ جات میں استعمال ہونے والے جانور اور ان کے متعلق امور کے سلسلہ میں فقہ اسلامی میں کئی مسائل کے احکام منظر عام پر آئے ہیں۔

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ۔(۲۱)

رسول اللہ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ۔ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ۔ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ: مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لِي، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ فَقَالَ: أَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا، فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ۔(۲۲)

حضرت عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا۔ جب اُس نے حضور نبی اکرم کو دیکھا تو وہ رو پڑا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ آپ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سر پر (کان کے پیچھے کی ہڈی پر) دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہوگیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: اِس اُونٹ کا مالک کون ہے، یہ کس کا اُونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔

۱۲۔ جانوروں کو رحم دلی سے ذبح کرنا:

شریعت مطہرہ نے جانوروں کے ساتھ رحم دلی سے پیش آنے کو باعثِ اجر وثواب ٹھہرایا ہے۔ اسلام جانور کو ذبح کرنے کی اجازت تو دیتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی لازمی ٹھہراتا ہے کہ جانور کو ذبح کرتے ہوئے کم از کم تکلیف پہنچائی جائے اور ایسا کرنے پر اللہ رب العزت کی رحمت سے اسے حصہ دیا جائے گا۔

عَنْ قُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا، أَوْ قَالَ: إِنِّي لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا، فَقَالَ: وَالشَّاةُ، إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔(۲۳)

۱۳۔ دورانِ سفر جانوروں کو مشقت سے بچانے کا حق:

یہ اعجاز اور امتیاز شریعت مطہرہ کے حصے میں ہی آیا ہے کہ اس نے جانوروں کے نہ صرف عام حالات کے حقوق کی بات کی ہے بلکہ جانوروں کے دورانِ سفر حقوق کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ بالعموم انسان ان حقوق کی طرف کم ہی توجہ دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک کی گہرائی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حساس کیفیات

کا علم سوائے وحی الٰہی کے ممکن ہی نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دورانِ سفر جانوروں کو ہر موسم میں ان کا حق دیا جائے۔ اگر سبزہ اور چارہ کی کثرت کا زمانہ ہو تو لامحالہ جانوروں کا چارہ کھانے کو دل کرے گا لہٰذا انہیں موقع دیا جائے کہ وہ چارہ کھاسکیں۔ اور اگر خشک سالی کا زمانہ ہو تو پھر سفر مکمل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ جانوروں کو کم از کم مشقت اٹھانی پڑے۔

اسی طرح راستہ سے ہٹ کر پڑاوٴ ڈالنے کا حکم ہے تاکہ حشرات الارض کو بھی تکلیف نہ ہو کیونکہ رات کے وقت وہ باہر نکل کر اپنا رزق تلاش کرتے ہیں اور دوسرا ان کے جانوروں کو بھی بھی موذی حشرات سے نقصان نہ پہنچے۔ اسی طرح آپ نے جانوروں کی پشتوں کو منبر بنانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ بازاروں اور راستوں میں جانوروں کو اس طرح مسلسل کھڑے رہنے سے سخت مشقت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ، فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ۔(۲۴)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جب تم ہریالی میں سفر کرو تو زمین سے اُونٹوں کو اُن کا حصہ دو اور جب تم خشک سالی میں سفر کرو تو تیز چلو (تاکہ اُونٹ کمزور نہ ہو جائیں) اور جب تم اخیر شب میں قیام کرو تو گزرگاہ سے احتراز کرو کیونکہ رات کے وقت وہ جگہ جانوروں کی گزرگاہ اور حشرات الارض کی آماج گاہ ہوتی ہے۔

۱۴۔ شب وستم اور لعن طعن کی ممانعت:

اسلامی تعلیمات کی جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں پر بھی شب وستم اور لعن طعن کرنے سے منع فرما دیا ہے کسی بھی جانور کو برا بھلا کہنا اور گالی دینا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں ہے اور دیکھا جائے تو یہ باب عین قرین انصاف ہے کہ ایسے جانور جن سے خدمت بھی لی جارہی ہو اور انہیں برا بھلا بھی کہا جارہا ہو ایسے عمل کی بھرپور مذمت ہی کی جانی چاہیے۔ اسی طرح وہ جانور جو کہ خاص طور پر خدمت گار جانوروں کے طور پر کام کر رہے ہوتے ہیں شریعت نے انہیں بڑے احترام سے نوازا ہے۔ جیسا کہ باربرداری کے جملہ جانور بالخصوص گھوڑا۔ تو اگر ان کو برا بھلا کہا جائے گا تو یہ کفرانِ نعمت کے تحت گناہ ہوگا اور باعث عذاب خداوندی بھی ہوگا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ وَهُوَ يَطْلُبُ الْمَجْدِيَّ

بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْقُبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى نَاضِحٍ لَهُ، فَأَنَاخَهُ فَرَكِبَهُ ثُمَّ بَعَثَهُ فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ، فَقَالَ لَهُ: شَأْ، لَعَنَكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ a: مَنْ هٰذَا اللَّاعِنُ بَعِيرَهُ؟ قَالَ: أَنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: انْزِلْ عَنْهُ، فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُونٍ، لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔(۲۵)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ بُواط کی جنگ میں گئے، آپ مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے، ایک اونٹ پر ہم پانچ، چھ اور سات آدمی باری باری بیٹھتے تھے، ایک انصاری اُونٹ پر بیٹھنے لگا، اُس نے اُونٹ کو بٹھایا، پھر اُس پر سوار ہوا، پھر اُس کو چلانے لگا، اُونٹ نے اس کے ساتھ کچھ شوخی کی، اُس نے اونٹ سے کہا: چل، اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے۔ رسول اللہ نے پوچھا: اپنے اونٹ کو لعنت کرنے والا یہ کون شخص ہے؟ اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اِس اونٹ سے اُتر جاؤ، ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو، اپنے آپ کو بددعا نہ دو، نہ اپنی اولاد کو بددعا دو، اور نہ اپنے اموال کو بددعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ ساعت ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی عطا کا سوال کیا جائے، اور وہ دعا قبول ہو جائے۔

۱۵۔ جانوروں کو داغنا اور چہرے پر مارنا منع ہے:

اسلامی تعلیمات کے مطابق جانوروں سے زیادتی کرنا، انہیں مارنا، پیٹنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ کسی جانور کے منہ پر مارا جائے اور خاص طور پر اس کے منہ پر داغا جائے۔ شریعت اسلامیہ کی رو سے چہرہ تمام اعضاء میں سب سے مکرم اور محترم ہوتا ہے چنانچہ کسی بھی جانور کو اس کے چہرے سے داغنا منع ہے کیونکہ اس عمل سے اس کی شرافت اور نزاکت متاثر ہوتی ہے تاہم دورانِ تربیت مناسب حد تک جانور کو تادیباً سزا دی جاسکتی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ، قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ۔(۲۶)

ترجمہ: حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اُس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اِسے داغا ہے۔

۱۶۔ جانوروں کی خوراک کا فطری طریقہ:

اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ رب العزت ہی تمام مخلوقات کا مالک اور رازق ہے۔ ہر جاندار کو اس کی

خوراک کے حوالہ سے فطری طریقہ سکھا دیا گیا ہے۔ اسی فطری طریقہ کے مطابق تمام جانور بھی اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ سائنسی تحقیق میں اسے غذائی زنجیر (Food Chain) کا نام دیا جاتا ہے چنانچہ شریعت مطہرہ نے جانوروں کے اپنی خوراک کے حصول کا یہ فطری طریقہ ہی تسلیم کیا ہے اور اسے جانوروں کا حق قرار دیا ہے۔ کسی بھی غیر فطری طریقے کے کئی ایک نقصانات اور تحفظات ہو سکتے تھے چنانچہ اسلام نے خوراک کے حصول کے فطری طریقے کو ہی قائم رکھا۔

عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجرَ فَإِذَا هُوَ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ ذِئْبٍ قَدْ أَقْعَيْنَ وَفُوْدُ الذِّئَابِ۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَرْضَخُوْا لَهُمْ شَيْئًا مِنْ طَعَامِكُمْ وَتَأْمَنُوْنَ عَلٰى مَا سِوَى ذَالِكَ؟ فَشَكَوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحَاجَةَ، قَالَ: فَآذِنُوْهُنَّ. قَالَ: فَآذَنُوْهُنَّ فَخَرَجْنَ وَلَهُنَّ عُوَاءٌ۔(۲۷)

ترجمہ: حضرت شمر بن عطیہ، مزینہ یا جہینہ قبیلے کے ایک آدمی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے نمازِ فجر ادا فرمائی تو اچانک ایک سو کے لگ بھگ بھیڑیے پچھلی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر اور اگلی ٹانگوں کو اٹھائے اپنی سرینوں پر بیٹھے ہوئے (باقی) بھیڑیوں کے قاصد بن کر رسول اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی اکرم نے فرمایا: (اے گروہ صحابہ!) تم اپنے کھانے پینے کی اشیاء میں سے تھوڑا بہت ان کا حصہ بھی نکالا کرو اور باقی ماندہ کھانے کو (ان بھیڑیوں سے) محفوظ کر لیا کرو۔ پھر اُن بھیڑیوں نے رسول اللہ سے اپنی کسی حاجت کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دو۔ راوی بیان کرتے ہیں انہوں نے ان (بھیڑیوں) کو اجازت دی پھر وہ اپنی مخصوص آواز نکالتے ہوئے چل دیے۔

۱۷۔افزائش نسل کا حق:

جانوروں کی افزائش نسل یعنی جانوروں کا اپنی نسل کو آگے بڑھانے کا حق بھی جانوروں کا ایک بنیادی حق ہے افزائش نسل کے کئی مراحل ہوتے ہیں۔ جانوروں کا آپس میں ملاپ کرنا تا کہ ان کی اولاد (بچے) پیدا ہوسکیں اور پیدا شدہ بچوں کی پرورش تا کہ وہ بڑے ہو کر افزائش نسل کا باعث بنیں۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کے مطابق جانوروں کے بچوں کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی ماؤں کا دودھ پئیں اور انہیں شیر خوارگی کا مناسب وقت ملے۔ زیرِ نظر سنت رسول سے اسی حق کی عکاسی ہورہی ہے۔ فیکٹری فارمنگ (Factory Farming) میں جانوروں کے بچوں کو بہت زیادہ نظر انداز کیا جاتا ہے نہ ماں کو بچوں کے ساتھ مناسب وقت گزانے کا موقع ملتا ہے اور نہ ہی بچوں کو ماں کی بھرپور

مامتا سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا ہے بس بچے پیدا ہوئے انہیں کہیں دور بھیج دیا جاتا ہے اور ان کی ماؤں سے مسلسل دودھ حاصل کر کے فروخت کر دیا جاتا ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّحْرَاءِ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِيهِ: 'يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔' فَالْتَفَتَ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا۔ ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا ظَبْيَةٌ مُوْثَقَةٌ فَقَالَتْ: أُدْنُ مِنِّي، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَدَنَا مِنْهَا فَقَالَ: حَاجَتُكِ؟ قَالَتْ: إِنَّ لِي خِشْفَيْنِ فِي ذَالِكَ الْجَبَلِ۔ فَخَلِّنِي حَتّٰى أَذْهَبَ فَأُرْضِعَهُمَا ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَيْكَ۔ قَالَ: وَتَفْعَلِيْنَ؟ قَالَتْ: عَذَّبَنِيَ اللّٰهُ عَذَابَ الْعَشَّارِ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ۔ فَأَطْلَقَهَا، فَذَهَبَتْ، فَأَرْضَعَتْ خِشْفَيْهَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَأَوْثَقَهَا۔ وَانْتَبَهَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ: لَكَ حَاجَةٌ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، تُطْلِقُ هٰذِهِ۔ فَأَطْلَقَهَا، فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ وَهِيَ تَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔(۲۸)

حضرت اُمّ سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ایک صحرا میں سے گزر رہے تھے کہ کسی ندا دینے والے نے آپ کو'یا رسول اللہ' کہہ کر پکارا تو آپ آواز کی طرف متوجہ ہوئے لیکن سامنے کوئی نظر نہ آیا۔ آپ نے دوبارہ غور سے دیکھا تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ، میرے نزدیک تشریف لایئے۔ پس آپ اس کے قریب ہوئے اور اس سے پوچھا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا: اس پہاڑ میں میرے دو نومولود بچے ہیں۔ پس آپ مجھے آزاد کر دیجئے کہ میں اُنہیں دودھ پلا کر آپ کے پاس واپس لوٹ آؤں گی۔ آپ نے پوچھا: کیا تم ایسا ہی کرو گی؟ اس نے عرض کیا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے سخت عذاب دے۔ پس آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ گئی اس نے اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور پھر لوٹ آئی۔ آپ نے اسے دوبارہ باندھ دیا۔ پھر اچانک وہ اعرابی (جس نے اس ہرنی کو باندھ رکھا تھا) متوجہ ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اس ہرنی کو آزاد کر دو۔ پس اس اعرابی نے اسے فوراً آزاد کر دیا۔ وہ وہاں سے دوڑتی ہوئی نکلی اور وہ یہ کہتی جا رہی تھی: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۱۸۔ جانور کو باندھ کر نہ مارا جائے:

جانوروں کے حقوق میں سے یہ بھی ایک حق ہے کہ کسی جانور کو باندھ کر نہ مارا جائے۔ جانور کو باقاعدہ طور

پر ذبح کرنا تو جائز ہے مگر اس پر نشانہ بازی کرنا اور اسے باندھ کر زخمی کرنا سراسر گناہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جانور کو نشانہ بازی کا ذریعہ بنائے اگر نشانہ بازی سیکھنے کا شوق ہو تو اس کے لیے کسی بے جان چیز پر بھی نشانہ بازی کر کے یہ فن سیکھا جا سکتا ہے اس طرح سے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو تختہ مشق بنانا گناہ ہے۔ حضور اکرم a نے فرمایا کہ قیامت والے دن ایسا جانور جیسے بلاوجہ بغیر کسی مقصد کے قتل کر دیا گیا ہوگا وہ اللہ کے حضور بندے سے مواخذہ کا مطالبہ کرے گا تاہم کسی جانور کو ضرورت کے تحت کسی مقصد کے تحت قتل کیا جائے تو اس کی اجازت ہے۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔(۲۹)

حضرت ہشام بن زیاد کا بیان ہے کہ میں حضرت انس کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے چند لڑکوں یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اُس پر تیر چلا رہے ہیں۔ حضرت انس نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۹۔ جانور کے بچوں کو والدین سے جدا نہ کیا جائے:

جانوروں کے حقوق کے حوالہ سے شریعت مطہرہ کی تعلیمات انتہائی رحم دلی پر مبنی ہیں یہی وجہ ہے کہ جانوروں کو ان کے بچوں کے حوالہ سے ہونے والی اذیت اور تکلیف کو بھی شریعت اسلامیہ نے اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ چنانچہ جانور کے بچوں کو ان سے جدا کرنے سے جو تکلیف والدین کو ہوسکتی ہے اس کا احساس کرتے ہوئے شریعت نے جانوروں کے بچوں کو بغیر کسی مقصد کے جدا کرنے سے منع فرما دیا ہے اس حکم میں سب جانوروں کے بچے شامل ہیں خواہ وہ طوطا ہو، بندر ہو یا کہ بلی ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ فَقَالَ: مَنْ فَجَّعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟ قُلْنَا: نَحْنُ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ۔(۳۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔

ہم نے اُس کے بچے پکڑ لئے تو چڑیا پر بچھانے لگی۔ پس حضور نبی اکرم تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا: کس نے اِسے اِس کے بچوں کی وجہ سے تڑپایا ہے؟ اِس کے بچے اِسے لوٹا دو۔ آپ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اِسے کس نے جلایا ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے: (یا رسول اللہ!) ہم نے۔ آپ نے فرمایا: آگ کے ساتھ عذاب دینا، آگ کے (پیدا کرنے والے) رب کے سوا کسی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

۲۰۔ جانوروں کو آگ کا عذاب نہ دیا جائے:

اسلامی تعلیمات کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت بڑی کھل کر سامنے آتی ہے کہ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات خواہ ان کا تعلق مخلوقات میں سے کسی بھی گروہ سے ہو وہ بڑی جامع اور معتدل ہیں جس کے مطابق اولاً تو کسی بھی جاندار کو تکلیف پہنچانے اور مارنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے اور اگر کچھ مخصوص حالات میں ایسی اجازت دی بھی گئی ہے تو وہاں بھی قتل کرنے میں احسن اور بہتر طریقہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے تا کہ مقتول کو کم از کم اذیت اٹھانی پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جانوروں کو جلا کر مارنے کی قطعاً اجازت نہیں دی گئی جس کے بعض غیر سامی مذاہب میں جانوروں کے علاوہ انسانوں کو بھی آگ کی سزا دی جاتی ہے۔

آگ کا عذاب اللہ رب العزت نے اپنے پاس رکھا ہے اور کسی دوسرے کو یہ حق استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر جلائے بغیر کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو جیسے زمینی خطرناک جانوروں سے چھٹکارے کے لئے کھیتوں میں آگ لگا دی جاتی ہے تو ایسا کرنا بوجوہ جائز ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَجَاءَ وَقَدْ أَوْقَدَ رَجُلٌ عَلٰى قَرْيَةِ نَمْلٍ، إِمَّا فِي الْأَرْضِ، وَإِمَّا فِي شَجَرَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: أَيُّكُمْ فَعَلَ هٰذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اطْفُهَا اطْفُهَا۔(۳۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک جگہ قیام کیا۔ آپ کسی کام کے لئے تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو کسی شخص نے چیونٹیوں کے مسکن کو آگ لگا رکھی تھی، وہ مسکن یا تو زمین پر تھا یا کسی درخت پر تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے۔ آپ نے فرمایا: اِسے بجھا دو، اِسے بجھا دو۔

۱۲۔ بعض مخصوص جانوروں کو قتل نہ کیا جائے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةُ، وَالنَّحْلَةُ، وَالْهُدْهُدُ، وَالصُّرَدُ۔(۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم نے چار جانداروں: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولے کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اِسے امام احمد، ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ قَتْلِ الصُّرَدِ وَالضِّفْدَعِ وَالنَّمْلَةِ وَالْهُدْهُدِ۔(۳۳)

ترجمہ: رسول اللہ نے ممولے، مینڈک، چیونٹی اور ہد ہد کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

حاصل کلام:

اسلام نے جانوروں کے حقوق کے حوالہ سے ایسی ایسی مثالیں فراہم کردی ہیں جو جانوروں کے حقوق کی تنظیمات کے لئے دلائل کا عظیم اثاثہ ہیں۔ اگر ایک طوائفہ اور فاحشہ عورت کتے کے ایک بچے کو پانی پلا کر مقام عظیم پاسکتی ہے تو جمیع جانوروں کے لیے کام کرنے والا مقام عظیم کا مستحق کیوں نہیں ہوگا۔

پیغمبر رحمت کا لایا ہوا یہ دین سراسر پیغام امن ومحبت ہے۔ دہشت گردی اور شدت پسندی کی موجودہ لہر کا اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق جوڑنا سراسر ناجائز ہے۔ جانوروں کے حقوق کے حوالے سے اسلامی تعلیمات سے اسلام کے عدم شدت وعدم ضرر کے لازوال اصول بھی وضع ہوتے ہیں، جن کو اقوام عالم کے سامنے پیش کر کے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ہونے والے منفی پراپیگنڈہ کا مسکت جواب بھی دیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) النحل،۱۶: ۵۔۸

(۲) مودودی، سید ابوالاعلی، دینیات، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن غزنی سٹریٹ، رحمٰن مارکیٹ اردو بازار۔ ص ۱۷۴

(3) http://en.wikipedia.org/wiki/history_of_animal_rights#Moral_status_of_animals_ in_the_ancient_world Retrived 12-11-2015

(۴) رضی الاسلام، محمد، ندوی، ڈاکٹر، حیوانات کے حقوق (مضمون)، تحقیقات اسلامی اپریل، جون ۲۰۰۱ء دودھ پور علی گڑھ ۲۰۰۱ء، ص ۵۴

(5) Richard C. Foltz, Animals in Islamic traditioan and dmuslim culture, One world. publication oxford.2006, p:1.

(6) Richard. C. Foltz, Animals in Islamic tradition and Muslim culture. p:2

(7) Sziics et al. Asian Auot. J. Amim. Sci, November 2012 www. ajas. info, Vol. 25 No. 11 P-1502.1

(۸) نسائی، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی۔ السنن۔ باب اباحة اكل العصافير، ج ۳، ص ۱۶۳، الرقم: ۴۸۶۰

(۹) ا۔ بخاري، الصحيح، كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء، ۲: ۸۳۴، الرقم: ۲۲۳۶

(۱۰) مسلم، ابوالحسین ابن الحجاج بن مسلم بن وردقشیری، الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، کتاب الزکاة، باب الابتداء فی النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ج ۲، ص ۶۹۲، الرقم: ۹۹۶

(۱۱) ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان ۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، ج ۳، ص ۴۹۶، الرقم: ۶۱۲۶

(۱۲) بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین بن علی۔ السنن الکبریٰ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، کتاب السبق والرمی، باب کراهية خصار البهائم، الرقم: ۲۰۸۸

(۱۳) بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ الصحیح۔ کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار...... الخ، الرقم: ۳۲۱۲

(۱۴) مسلم، الصحیح، کتاب الصید والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة، ۳: ۱۵۴۸، الرقم: ۱۹۵۵

(۱۵) نسائی، السنن الکبری، کتاب الصید و الذبائح، باب اباحة اكل العصافير، ج ۳، ص ۱۶۳، الرقم: ۴۳۴

(۱۶) بخاري، الصحيح، كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء، ۲: ۸۳۳، الرقم: ۲۲۳۴

(۱۷) بخاري، الصحيح، كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ۵: ۲۱۰۰، الرقم: ۵۱۹۶

(۱۸) نسائی، السنن، كتاب الضحايا، باب النهي عن المجثمة، ۷: ۲۳۸، الرقم: ۴۴۴۰

(١٩) أبوداود، السنن، كتاب الصيد، باب فی، صيد قطع منه قطعة،٣:١١١،الرقم: ٢٨٥٨

(٢٠) مسلم، الصحيح،كتاب الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم،٣:١٥٤٩،الرقم: ١٩٥٧

(٢١) ترمذي،السنن، كتاب الجهاد، باب ما جاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم في الوجه،٤:٢١٠،الرقم: ١٧٠٨

(٢٢) أحمد بن حنبل، المسند،١:٢٠٥،الرقم:١٧٥٤

(٢٣) أحمد بن حنبل، المسند،٣:٤٣٦، وأيضًا، ٥:٣٤،الرقم: ١٥٦٣٠، ٢٠٣٧٩

(٢٤) مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير والنهي عن التعريس في الطريق، ٣:١٥٢٥،الرقم: ١٩٢٦

(٢٥) مسلم، الصحيح،كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر،٤:٢٣٠٤، الرقم:٣٠٠٩

(٢٦) مسلم، الصحيح، كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ٣:١٦٧٣،الرقم: ٢١١٧،

(٢٧) دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أكرم الله به نبيه من إيمان الشجر به والبهائم والجن،١:٢٥،الرقم:٢٢

(٢٨) طبراني،المعجم الكبير،٢٣:٣٣١،الرقم:٧٦٣،

(٢٩) بخاري، الصحيح،كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ٥:٢١٠٠، الرقم:٥١٩٤،

(٣٠) ابوداود،السنن،كتاب الجهاد، باب فيكراهية حرق العدو بالنار،٣:٥٥،الرقم: ٢٦٧٥

(٣١) أحمد بن حنبل، المسند،١:٣٩٦،الرقم:٣٧٦٣،

(٣٢) أحمد بن حنبل،المسند،١:٣٣٢،الرقم:٣٠٦٧،

(٣٣) ابن ماجہ، السنن، كتاب الصيد، باب ما ينهى عن قتله،٢:١٠٧٤،الرقم:٣٢٢٣۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆